

اللہ جبار

# کاتبِ تقدیر

از اقصیٰ شکیل احمد



# کاتبِ تقدیر



از قلم اقصیٰ شکیل احمد

All Rights Reserved

**Copyright:** Aqsa Shakeel Ahmed (Author)

**Published by:** Safar-e-Adab

**Published On:** safareadab.com

---

To get published with us, contact us via email or website:

[safareadab.com](http://safareadab.com)

[khanumaira@safareadab.com](mailto:khanumaira@safareadab.com)

[adab@safareadab.com](mailto:adab@safareadab.com)

---

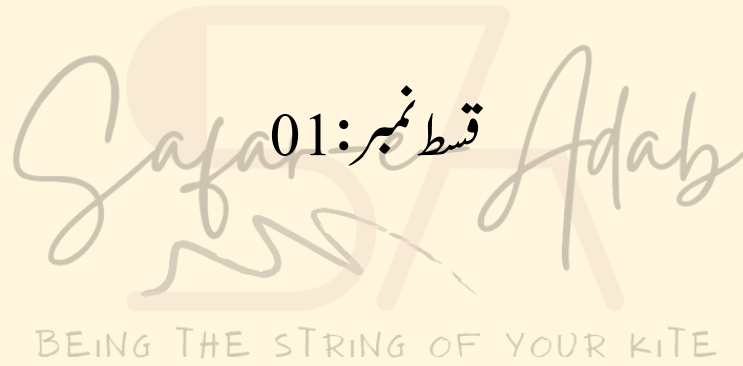
**Note:** We don't charge anything to publish online. If anyone charges any kind of fee in order to publish your write-ups in the name of Safar-e-Adab, please don't try to go ahead with them and immediately report them using the contact us button on our website. Thank you

## ضروری بات

کاتبِ تقدیر کے تمام جملہ حقوق لکھاری "اقصیٰ شکیل احمد" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹ فارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہوگی۔ بغیر اجازت کہانی کا استعمال کرنے والوں پر سخت کارروائی کی جاسکتی ہے۔

اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔





وہ ایک وسیع و عریض باغ کے ایک کونے میں بیٹھے تھے جہاں ان کو کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ یہ باغ ایک سوسائٹی سے منسلک تھا۔ سوسائٹی جو کہ لاہور کے امیر ترین لوگوں کی رہائش گاہ تھی۔

"سو نیا میری بات بھی تو سنو، مجھ پر رحم کرو میں اس حالت میں بھی نہیں ہوں کہ تم سے رورو کر تمہیں مانگوں کیونکہ میں پہلے ہی تمہاری ذات کے اور تمہارے آگے اتنا گڑگڑا چکا ہوں کہ مجھے خود کو اندازا نہیں ہے کہ کبھی اُس خدا کے سامنے بھی اتنا گڑگڑایا ہوں گا کہ نہیں"

وہ اس کے سامنے بیٹھا آنسو بہاتا اس کو منانے کی کوشش کر رہا تھا تاکہ وہ کسی بھی طرح اُس رشتے سے انکار کر دے۔

"میں تمہیں پہلے ہی بتا چکی ہوں کہ میری مرضی سے کچھ بھی نہیں ہو رہا ہے، میں اس معاملے میں چاہ کر بھی اپنی مرضی نہیں کر سکتی نہ ہی وہ میری کوئی رائے لینے کو تیار ہیں۔"

وہ مسلسل اسے چپ کروانے کی کوشش کر رہی تھی کیونکہ وہ اس کے آنسو برداشت نہیں کر پار ہی تھی وہ شخص اس کیلئے آج تک اپنی حیثیت سے بڑھ کر کرتا آیا تھا لیکن آج جب اس کی باری آئی تھی اس کیلئے کچھ کرنے کی تو وہ کچھ نہیں کر پار ہی تھی۔۔۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کو گھر جانے کی فکر بھی ہو رہی تھی اور اُسکو ڈر بھی تھا کوئی اُن دونوں کو اس جگہ دیکھ نہ لے

سو نیا کا ارادہ اُس کو سمجھا کر جلد ہی اس جگہ سے نکلنے کا تھا لیکن وہ کسی صورت سمجھنے کیلئے تیار ہی نہیں تھا۔

بہت سمجھانے کے باوجود وہ نہ سمجھا تو بالآخر وہ اُسے اسی طرح روتا چھوڑ کر پارک سے گھر کیلئے نکل گئی۔

وہ اس کی بے حسی دیکھ رہا تھا وہ آج اسے جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا اس کے آنسو تھے کہ رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔۔۔

اچانک دھند چھٹنے لگی ہر چیز دھواں دھواں ہو کر غائب ہونے لگی اور ایک جھٹکے سے اس کی آنکھ کھل گئی۔۔۔  
اس نے اپنے گال کو ہاتھوں سے چھوا تو گرم گرم مادہ ابھی بھی اس کی آنکھوں سے بہہ رہا تھا۔۔۔

اس نے سر جھٹکا اور وقت دیکھا ابھی تہجد کا وقت ہو رہا تھا، فجر میں ابھی وقت باقی تھا۔۔۔

وہ اٹھا اور وضو کر کے نماز ادا کرنے لگا (یہ خواب پچھلے پانچ سالوں سے اس کا پیچھا نہیں چھوڑ رہا تھا، وہ پچھلے پانچ سالوں سے روز اس خواب کی وجہ سے بیدار ہو جاتا تھا اور اس کے بعد نیند آنا ناممکن تھا اسی لیے وہ روز اٹھ کر فضول خیالوں سے بچنے کیلئے نماز پڑھتا لیکن بغیر کچھ مانگے اٹھ جاتا)

معمول کے مطابق نماز ادا کرنے کے بعد اس نے اپنا کمپیوٹر آن کیا اور روز کی طرح گیم لگالی (چونکہ ابھی فجر میں وقت تھا تو وہ اس وقت گیم کھیلا کرتا تھا) BEING THE STRING OF YOUR  
گیم لگا کر اپنے دوست کو ایڈ کیا اور اس نے معمول کے مطابق وہی سوال دہرایا۔۔۔

"پھر سے وہی خواب دیکھا ہے؟"

"ہاں" اس نے یک لفظی جواب دیا جس کا مطلب تھا اب وہ مزید خواب کے بارے میں بات نہیں کرنا چاہتا صرف گیم کھیلنا چاہتا ہے

دوسری طرف وہ سمجھ کر گیم کھیلنے لگا اور اس کا دل بہلانے لگا۔۔۔

"ارے مجھے گاڑی میں بٹھا کیلا کیوں جا رہا ہے" اس کی ناراض آواز گیم میں گونجی (وہ جانتا تھا کہ وہ صرف اس کے سوال پوچھنے پر اس سے بدلہ لے رہا ہے)

"تو میری بیوی نہیں ہے جو تجھے گاڑی میں گھماؤں"

وہ غصے میں بولا

"بیوی نہ سہی شوہر بنا لے ویسے بھی قانون پاس ہو گیا ہے اور جیسے میں تیرا دھیان رکھتا ہوں اتنا بیوی بھی نہیں رکھ پائے گی" وہ اسے چھیرتا ہوا بولا

"تو رک تیرا قانون میں آ کے پاس کرتا ہوں۔"

"ارے نہیں نہیں یار تجھے تو پتا ہی ہے امی کتنا مکھن کھلاتی ہیں زبان اتنی چکنی ہو گئی ہے کہ کچھ بھی پھسل جاتا ہے سوری سوری آئندہ ٹیپ لگا کر بیٹوں کا پکا" وہ ڈرتا ہوا بولا کیا پتا وہ غصے میں ابھی اس کے سر پر آں پہنچتا

"ٹیپ تیرے منہ کا کچھ بگاڑ نہیں پائے گی، بہتر ہے آئندہ اپنا منہ سل کر آنا۔۔" وہ گاڑی گھما کر واپس اس تک لایا

"استغفر اللہ" وہ منہ سلنے والی بات سوچ کر گڑبڑایا

دوسری طرف اس کی حالت کا سوچ کر وہ دھیما سا ہنس۔۔

"یار مزاق کے علاوہ تو ہنستا ہے نہ تو واقعی بہت اچھا لگتا ہے۔" اسکے دوست نے صدق دل سے اس کی نظراتاری

دوسری طرف خاموشی چھا گئی اور وہ جانتا تھا اس کے بعد وہ کچھ نہیں بولے گا اس لیے وہ چپ چاپ گیم کھیلنے لگا۔۔۔  
(وہ مسکراتا بہت کم تھا، اسے کھل کے ہنستے ہوئے تو کسی نے کبھی دیکھا بھی نہیں تھا۔۔۔ لیکن جب کبھی قسمت سے وہ دھیمسا مسکرا بھی دیتا تو نظر لگنے کی حد تک حسین لگتا اور اس کے دوست اس کی نظر ضرور اُتارتے)

گیم ختم کر کے وہ فجر کی نماز کی ادائیگی کے بعد معمول کے مطابق "سورۃ یس" پڑھ کر واک کیلئے نکل گیا۔۔۔۔۔

اسلام آباد سے دور یہ تاریکی میں ڈوبے ہوئے ایک چھوٹے سے کھنڈر نما کمرے کا منظر ہے جہاں نہ دن کا اندازہ ہوتا تھا نہ ہی رات کا کیونکہ اس کمرے میں روشنی کسی بھی کونے سے داخل نہیں ہو سکتی تھی۔۔۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

وہیں اس تاریک کمرے کے ایک کونے میں بیٹھے آٹھ سالہ اس بچے کی سسکیاں گونج رہی تھیں کیونکہ آج سے پہلے اس نے اپنا اتنا زیادہ وقت کبھی اندھیرے میں نہیں گزارا تھا۔۔۔

ساتھ ہی ساتھ وہ منہ سے دہرا رہا تھا "میں کسی بھی چیز کو قربان کر سکتا ہوں بس خدا کیلئے مجھے کوئی یہاں سے نکال لے"۔

ایک دم تمام مناظر تاریک ہونے لگے اور سامنے کا منظر واضح ہونے لگا اس نے فوراً آنکھیں کھول کر سامنے بیٹھے شخص کو دیکھا۔

"پپ۔۔ پللیز مجھے جانے دو۔۔۔۔۔ میں تمہارے لیے سب کچھ کروں گا جو تم بولو گے خدا ایک بار مجھے بخش دو آخر میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے؟"۔۔۔

دوسری جانب کمرے میں موجود آدمی سے بھی کم بنی ہوئی اینٹوں کی دیوار کا سہارا لے کر کھڑا ہوا شخص اب اس کے بالکل قریب آ کر بیٹھا اور سامنے بیٹھے شخص کا جائزہ لینے لگا۔۔۔

"تم نے اپنی اتنی زندگی میں کبھی فرشتہ کو رو برو دیکھا ہے؟" وہ سپاٹ لہجے میں سنجیدگی سے سوال کر رہا تھا۔  
دوسرا شخص الجھ کر اس کو دیکھنے لگ گیا۔

"موت کا فرشتہ!"

"نہیں دیکھا تو آج قریب سے دیکھ لو کیونکہ جلد ہی میں تمہیں سیر کیلئے بھیجنے والا ہوں۔"  
سامنے بیٹھا شخص الجھ کر اس شخص کو دیکھنے لگا جو کہ ایک طرف اس کو مارنے کی دھمکی دے رہا تھا دوسری طرف اسے سیر کروانے کی بات کر رہا تھا اسے اس کی دماغی حالت پر شک ہوا تو پوچھ بیٹھا۔  
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"مم۔۔ مطلب" اس کے حلق سے آواز نہیں نکل رہی تھی۔۔۔

"مطلب جہنم کی سیر کیونکہ تو نے اپنی زندگی میں اپنی بنائی ہوئی جنت کے مزے بہت لے لیے اب اپنے اصلی گھر جانے کی باری آگئی ہے اور میں نے سوچا یہ نیک کام میں اپنے ان پاک صاف سیف گارڈ سے دھلے ہوئے ہاتھوں سے کر دوں؟ کیا خیال ہے؟۔۔۔" وہ سامنے بیٹھے شخص سے پوچھنے لگا

"بت.. تمہیں مجھے مار کے کیا ملے گا؟؟؟" وہ خوف سے پوچھنے لگا۔

"ثواب! اور میں ثواب کیلئے کچھ بھی کر سکتا ہوں۔۔۔ چاہو تو تمہیں پانی بھی پلا سکتا ہوں دو نفلوں کا ثواب ملے گا۔۔۔ پر چھوڑو جانے دو یہ دو نفل میں جائے نماز پر بیٹھ کر ادا کر لوں گا"۔۔۔

وہ پانی مانگنے ہی والا تھا مگر خاموش ہو گیا۔ مجھے جانے دو میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے؟" وہ خوف سے پوچھنے لگا۔۔۔

"اس کا جواب اوپر آکر دو نگاہ بیویوں کی طرح زبان چلائی بند کر۔"

کہنے کے ساتھ ہی اس نے آگے بڑھ کر بغیر اس کو ہاتھ لگائے اتنی صفائی سے مارا کہ اگلے کو چیخنے کا یا خود کو بچانے کا ایک موقع تک نہ ملا اور نہ ہی اس کے سیف گارڈ سے دھلے ہوئے ہاتھ گندے ہوئے اور دیکھنے سے یہ کسی جنگلی جانور کی کاروائی لگ رہی تھی۔۔۔

اس جگہ پر اب اسے گھٹن محسوس ہونے لگی تو وہ فوراً باہر آیا، اس نے کسی خدشے کے تحت ناک کو چھو کر دیکھا تو اس میں سے خون بہہ رہا تھا۔

"ناٹ آگین!!!! ہہنہ" اس نے منہ بسور کے خون صاف کیا اور نکل گیا۔

-----

لاہور کے فورٹریس سکواڑ مال کے اندر داخل ہوتے ہی ایک لڑکا مال کے داخلی راستے سے تھوڑا ہٹ کر کھڑا آنے جانے والے لوگوں کو دیکھ رہا تھا ابھی پانچ منٹ ہی گزرے ہوں گے اس کے پاس اس کا دوسرا دوست آکر کھڑا ہوا اور سامنے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولا۔۔۔

"وہ سامنے دیکھ حور" وہ کمینگی سے بولا تو اس نے سامنے کی جانب دیکھا جہاں سے دو لڑکیاں چلتی ہوئی آرہی تھیں ان کے ہاتھ میں شاپنگ بیگز تھے۔

"حور لفظ بھی پھیکا ہے اس کے آگے تو" وہ ایک لڑکی کی طرف دیکھ کر بولا جس نے سبز رنگ کے تنگ فراق کے ساتھ چوڑی دار پاجامہ پہنا ہوا تھا اور گلے میں دوپٹہ ڈالا ہوا تھا، بالوں کو پونی ٹیل میں باندھے وہ چلتی آرہی تھی۔۔۔ جیسے ہی وہ کسی بات پر مسکرائی اس کے دونوں گالوں پر گڈھے پڑے جو ہر دوسرے شخص کی توجہ اپنی طرف کھینچ گئے۔۔۔

اچانک اس کی نظر دو لڑکوں پر پڑی جو گھور کر ان دونوں کو دیکھ رہے تھے اور آپس میں بات کر رہے تھے۔۔۔ وہ دوسری لڑکی کو گاڑی میں جانے کا کہہ کر ان لڑکوں تک آئی۔

"ہاں بھی کبھی اپنی امی کو نہیں دیکھا؟" وہ ان کے سامنے آکر پوچھنے لگی۔

"امی کو تو بہت دیکھا ہے، اب سوچا ان کی ہونے والی بہو کو بھی دیکھ لیں۔" وہ کہہ کر مکروہ ہنسی ہنسنے لگا۔

"ارے ابھی پورا تو دیکھا ہی نہیں، آؤ مال کے پچھلے حصے میں چلتے ہیں وہاں تم مجھے اور میں تمہیں پورا پورا دیکھیں گے۔" وہ ہنسنے ہنسنے انداز میں کہنے لگی۔

"کیوں نہیں چلو..." وہ خوشی سے بے حال اس کے پیچھے چل دیا۔

مال کے پچھلے حصے میں جاتے ہی لڑکی نے اس لڑکے کی ایسی سکائی کی کہ اس کی تکلیف سے آواز بھی نہ نکل سکی اور آخر میں جاتے ہوئے اپنے مخصوص سٹائل میں اس لڑکے کی کمر پر مکا جھڑنا اور کہنی سے وار کرنا نہ بھولی اور اس کی کہنی کی تیکھی ہڈی پڑتے ہی اس کی ہمت جواب دے گئی اور وہ کب سے ضبط سے مار کھاتا بالآخر رونے لگا۔

"ارے می سے نہیں ملو آؤ گے کیا؟ ابھی تو میں نے کچھ کہا بھی نہیں اور تم رونے لگ گئے، سوچو بیوی بنا کر کیا ہو گا؟" وہ مسکراہٹ ضبط کرتی پیچوں کے بل بیٹھ کر اس سے پوچھنے لگی۔

"نہیں نہیں باجی جی وہ تو میرے منہ سے نکل گیا تھا میری کیا مجال آپ کے بارے میں ایسا سوچوں، آج کے بعد سب کو آئیبل آؤں گا۔۔۔" وہ رونے کے درمیان بولا۔

"باجی ہوگی تیری بہن، نہ کوئی میرا سکھا بھائی ہے نہ مجھے بھائی کی ضرورت ہے کیونکہ میں اکیلی ہی تم جیسوں کیلئے کافی ہوں!" وہ کہہ کر ایک اور تھپڑ اس کے منہ پہ رسید کر وہاں سے نکل گئی۔

جیسے ہی وہ لڑکی سامنے آئی تو دوسرا لڑکا اپنے دوست کو دیکھنے مال کے پیچھے کی جانب گیا اور اپنے دوست کی حالت دیکھ کر ہکا بکارہ گیا اور اس پاس دیکھنے لگا کہ کوئی اور بھی وہاں آیا تھا کیونکہ وہ لڑکی تو کمزور سی لگ رہی تھی اور سامنے زمین پر گرا اس کا دوست ہٹا کٹا مر د تھا۔۔۔

اپنے دوست سے تصدیق کے بعد اس نے جھر جھری لی اور آئندہ پنگا سوچ سمجھ کے لینے کا فیصلہ کیا۔

وہ تینوں لاہور یونیورسٹی کے گراؤنڈ میں ایک بیچ پر بیٹھے اس پاس کا جائزہ لے رہے تھے۔

"یار سہی تو دیکھ لے ہمارے جو نیوز ہیر کی بھی گرل فرینڈ بن گئی ہے اور وہ کل ڈیٹ بھی مار کے آیا ہے تیرا نمبر کب آئے گا؟" وہ اسے چھیرتا ہوا بولا۔

"ڈیٹ پر تو بہت لوگ جاتے ہیں شاہمیر سیدھا سسرال جائے گا!" وہ کالر جھٹکتا ہوا سیدھا ہوتا بولا۔

"اور اس دن کس لڑکی کی قسمت پھوٹے گی؟" وہ طنزیہ بولا

"کسی لڑکی کی تو نہیں ہاں تیری قسمت ماتم ضرور کرے گی کیونکہ مجھے تو لڑکی مل گئی ہوگی مگر تو تب بھی شدید سنگلر کی فہرست میں اول نمبر پر ہو گا۔" وہ جواب میں اسی کو دھوتا ہوا بولا۔ قریب ہی بیٹھا ان کا تیسرا دوست ان کی طرف متوجہ نہیں تھا۔

دونوں باتیں کرتے کرتے اس کی طرف دیکھنے لگے۔

"ارے ہمارے مجنوں کہاں کھویا ہوا ہے؟" دونوں اکٹھے بولے۔

"کہیں نہیں۔" وہ سر جھٹکتا ہوا بولا

"چلو کینٹین چلتے ہیں تلال بھی آنے والا ہو گا۔" وہ ان دونوں کی طرف متوجہ ہوتا بولا اور تینوں کینٹین کی طرف چل دیئے۔

کھانے کا آرڈر دے کر وہ ابھی بیٹھے ہی تھے کہ سامنے سے تلال آتا دکھائی دیا۔

"لو آگیا نا معلوم افراد۔۔۔ بھی تو آج ہمیں بتا دے تو یونیورسٹی کی کونسی غار میں چھپا ہوتا ہے اور اسی وقت اپنی آرام گاہ سے نکل کر آتا ہے؟ مجھے تو کبھی کبھی تو کوئی خلائی مخلوق لگتا ہے جو ایک دم ہی نازل ہوتا ہے!"

سسی تلال کو دیکھتے ہوئے بولا تو تلال نے اسے گھوری سے نوازا جس پر سسی اور واجد دونوں ہنس دیئے جبکہ ہادی نہ ہی مسکرایا نہ ہی دونوں کی طرف متوجہ ہوا وہ بس تلال کو دیکھ رہا تھا۔

تلال ایک دن اچانک ہی یونیورسٹی میں آیا تھا اور ان لوگوں کے ساتھ ساتھ رہنے لگا شروع میں ان کو عجیب بھی لگا مگر ہادی کو اس میں کچھ الگ کشش محسوس ہوتی تھی جیسے وہ اس کا کوئی اپنا ہوا اور تلال ہادی کے ہر مشکل وقت میں اس کے ساتھ ہوتا اگر ہادی کو کوئی کچھ بول دیتا تو اس بندے کی خیر نہ ہوتی اور اگر کوئی لڑکی کچھ بول دیتی تو اس کی ایسی عزت افزائی ہوتی کہ وہ آئندہ ہادی کو دیکھنے سے پہلے بھی سوار سوچتی۔ تلال ایک فلیٹ میں اکیلا رہتا تھا اور اس کی فیملی وغیرہ کے بارے میں کسی کو کچھ معلوم نہیں تھا۔

ہادی کو اپنی طرف دیکھتا پا کر وہ مسکرایا اور نظریں چراگیا۔ اتنے میں کھانا آگیا اور چاروں نے باتیں کرتے کرتے کھانا کھایا۔

وہ دونوں اپنے کمرے میں بیڈ کے قریب کھڑے تھے، ایک دوسرے کے ہاتھ تھامے ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے۔

یہ کمرہ گھر کی دوسری منزل پر واقع مکمل فرنشڈ، سفید رنگ کی چیزوں سے ڈھکا ہوا کمرہ تھا۔ کھڑکی سے باہر رات کے پہرے تھے۔

"میں تمہارا ساتھ کبھی نہیں چھوڑوں گا تم میری بیوی ہو اور میرے لیے میری ذات سے زیادہ اہم ہو۔" سعد اس کی آنکھوں میں محبت سے جھانکتا ہوا بولا۔

"سعد آپ کبھی مجھے کسی اور کیلئے چھوڑ تو نہیں دیں گے؟" بہت مان سے سوال پوچھا گیا۔  
"تمہیں چھوڑنا ایک ہی صورت ممکن ہو سکتا ہے، جب میری روح میرے جسم سے جدا ہوگی" وہ اتنی بڑی بات اتنی آسانی سے کہہ گیا تھا۔

وہ ناراض ہو گئی اور اپنا ہاتھ چھڑا لیا۔

"اچھا سوری آئندہ نہیں بولتا ناراض مت ہو" سعد اس کی ناراضگی بھانپ کر اسے منانے لگا۔

وہ بھیگی آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھنے لگی تبھی سعد نے اسے اپنے گلے سے لگالیا۔ اور وہ پرسکون ہو گئی۔  
تمام تصاویر بھاپ کی مانند ہوا میں تحلیل ہو گئیں اور پیچھے وہ اکیلی بیٹھی رہ گئی۔ اب وہ اپنے گھر میں اپنے کمرے میں  
موجود تھی یہ کمرہ بھی سفید رنگ کی چیزوں سے ہی بھرا تھا مگر اسے یہاں کی ہر چیز بے معنی لگ رہی تھی۔  
یہ کمرہ گھر میں پہلی منزل پر لاؤنج کے دائیں جانب موجود تھا۔ وہ اس وقت سفید فرش پر گھنٹوں میں سر دیئے بیٹھی  
تھی۔

ایسا محسوس ہوا ایک بار پھر کسی نے اس کا دل مٹھی میں پکڑ کر اس پر چھری چلا دی ہو۔  
اس کی حالت دوبارہ بگڑنے لگی لیکن وہ اس وقت کسی کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی اسے خود اس سب سے اپنے آپ کو  
نکالنا تھا۔  
"میں نے تو کبھی تمہارے ساتھ بے وفائی نہیں کی میں نے تو کبھی تمہیں شادی کے بعد تنہائی کا احساس نہیں ہونے دیا،  
میں نے تو تمہیں اتنا سب ہونے کے باوجود معاف کر کے اپنی زندگی میں شامل کر لیا تھا سعد۔"  
اس کی آواز گلے میں بند ہونے لگی اتنا رونے کی وجہ سے اس کا گلا درد کر رہا تھا۔

"تمہیں کیا کبھی میری یاد نہیں ستاتی؟ مجھے اتنا کمزور کیوں کر دیا کہ ہر چھوٹی تکلیف پر میں بکھر جاؤں۔ میں اتنی کمزور تو  
نہ تھی یہ تم نے میرا کیا حال کر دیا ہے سعد، تمہیں خدا سے خوف نہیں آتا؟"  
وہ اس کمرے میں اپنی بکھری ہوئی ذات کو سمیٹ رہی تھی کہ کہیں کوئی اس کا یہ کمزور روپ نہ دیکھ لے۔

اسے دنیا کے سامنے خود کو درخت کی اس کمزور شاخ کی طرح ظاہر نہیں کرنا تھا جسے کوئی بھی مرور کے توڑ دیتا ہے دنیا کے سامنے تو وہ ایسے درخت کی مانند تھی جس کی جڑیں اتنی مضبوط ہوتی ہیں کہ طوفان بھی اس کو اکھاڑ کے پھینک نہیں سکتا۔

کافی وقت ایسے ہی گزر گیا دور کہیں سے آذان کی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی تو وہ ہوش میں آئی اور اپنا بھاری سر بمشکل تھامتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی اسے اپنی حالت بھی سنواری تھی۔

وہ اٹھی اور نہ چاہتے ہوئے بھی وضو کیا اور نماز ادا کرنے لگی۔

نماز کی ادائیگی کے بعد جب دعا کا وقت آیا تو اس کی آنکھوں سے دوبارہ آنسو جاری ہو گئے۔

"اے اللہ مجھے سکون دے دے مجھے اور کسی چیز کی خواہش باقی نہیں رہی مجھے اس دنیا سے کچھ نہیں چاہیے مجھے ہر چیز سے دور کر دے میرے زخم بھر دے۔" اس نے آنسوؤں کے دوران دل ہی دل میں دعا کی کیونکہ اس کے حلق سے الفاظ ادا نہیں ہو رہے تھے۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

وہ نماز کی اتنی پابند نہیں تھی لیکن آج اس کا ضبط جواب دے گیا تھا تبھی اتنے عرصے بعد اس نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے تھے۔ اس ذات کے آگے جو ہر مشکل کو آسان کرنا جانتا ہے، جو ہر چیز پر قادر ہے۔

(پھر کہتے ہیں ناکہ دعائیں مانگتے رہنا چاہیے نہ جانے کب قبولیت کا وقت ہو۔)

وہ اٹھی اور کھانسی کا شربت پی کر لیٹ گئی اور آنکھیں موند لیں۔ اب وہ پہلے سے بہتر دکھائی دیتی تھی۔

آنکھوں کے پردے پر ایک یاد آکر ٹہر گئی۔۔۔

شہر سے دور ویرانے میں موڑوے سے تھوڑا دور یہ ایک گھر تھا جہاں اس کا باپ اس کو لیکر آیا تھا۔ دور دور تک یہاں کوئی آبادی نہیں تھی۔ اس گھر میں بھی صرف ایک یہی کمرہ کچھ ٹھیک تھا۔ باقی کا گھر ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھا اور یہ کمرہ بھی نہ جانے کتنی ہی دیر اس حالت میں باقی رہ پاتا۔

"بیٹا تم اپنے بابا سے محبت کرتے ہونا؟" انہوں نے سامنے کھڑے اپنے آٹھ سالہ بیٹے کو دیکھتے ہوئے اس سے تصدیق چاہی۔

"بہت زیادہ بابا" اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

"تمہیں اپنے بابا پر بھروسہ ہے ناں کہ وہ کبھی تمہارے لیے غلط نہیں سوچ سکتے...؟"

"جی بابا" اس نے پھر سر اثبات میں ہلایا۔

"بیٹا تمہیں پتا ہے محبت بدلے میں آپ سے کیا مانگتی ہے؟" انہوں نے نظریں سامنے کھڑے اپنے بیٹے پر جمائی ہوئی تھیں۔

اس نے نفی میں سر ہلادیا۔

"محبت ہمیشہ قربانی مانگتی ہے اور جو انسان واقعی کسی سے محبت کرتا ہے وہ کبھی قربانی دینے سے کتراتا نہیں" انہوں نے اپنے بیٹے کے تاثرات جانچے جو الجھا ہوا لگ رہا تھا۔

"اور کسی سے محبت جب جنون کی حد کو پہنچ جائے تب انسان پوری دنیا کیا اپنا آپ بھی قربان کرنے سے پہلے ایک بار بھی نہیں سوچتا۔"

اب وہ اس کی طرف متوجہ نہیں تھے وہ کسی غیر مرئی نقطے کو دیکھ رہے تھے۔

"اب بتاؤ کیا میرا بیٹا قربانی دینا جانتا ہے؟ کیا وہ قربانی دے سکتا ہے؟"

انہوں نے اس کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا۔ جی بابا میں قربانی دینا جانتا ہوں اور قربانی دے سکتا ہوں!" اس نے پر جوش ہو کر کہا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"چاہے قربانی جتنی بڑی ہی کیوں نہ ہو؟" انہوں نے تصدیق چاہی۔

"چاہے قربانی جتنی بڑی ہی کیوں نہ ہو!" اس نے دہرایا تو ان کے چہرے پر ایک اداس مسکراہٹ نمودار ہوئی انہوں نے اپنے بیٹے کو گلے لگایا اور کچھ دیر بعد وہ اسے اپنے ہمراہ لیے نکل پڑے۔

وہ آج اپنے بیٹے کیلئے بہت بڑا فیصلہ کرنے جا رہے تھے جس کے بعد ہر کسی کے حصے میں پچھتاوے کے سوا کچھ نہیں آنا تھا۔

اس نے آنکھیں کھولیں اس کا باپ ان تمام اذیتوں کا ازالہ نہیں کر سکتا تھا جو وہ اتنے سالوں برداشت کرتا رہا تھا اب اس کو کسی زخم کی تکلیف بھی محسوس نہیں ہوتی تھی۔

ایک دم پھر سے اس کی ناک سے خون بہنے لگا اور اس نے بڑی بے دردی سے ناک سے نکلنے والا خون صاف کیا اس کو ابھی بہت کچھ کرنا تھا۔

وہ آج پھر یونیورسٹی جانے کیلئے تیار ہو رہا تھا کہ اس کا دماغ پھر سے ماضی کی یادوں کا طواف کرنے لگا۔ اندرون لاہور کی گلیوں میں یہ گھر موجود تھا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

ایک چھوٹا سا گھر جس میں ایک کمرہ ساتھ اٹیچ باتھ روم اور ایک چھوٹا سا کچن تھا۔ کمرے میں صرف ایک بیڈ اور ایک چھوٹے سے ٹیبل کے ساتھ کرسی پڑی تھی۔ لکڑی کے ایک پٹ والی الماری بھی موجود تھی۔ اس کے علاوہ کوئی بھی چیز موجود نہ تھی۔ کمرہ

میں رکھا فرنیچر زیادہ اچھی حالت میں موجود نہ تھا مگر اس کے باوجود بہت صفائی تھی اور ہر چیز اپنی جگہ سلیقہ سے موجود تھی۔

وہ اپنی ماں کی گود میں سر رکھے خود پر بیتے حالات سے آگاہ کر رہا تھا اور اس کی ماں سننے کے ساتھ ساتھ اس کے آنسو صاف کر رہی تھیں۔ انہوں نے اپنے مضبوط جوان بیٹے کو اس طرح دوسری بار بکھرتے دیکھا تھا اور اس بار وہ پچھلی بار سے زیادہ کمزور دکھائی دیتا تھا اور اس بات کی گواہی اس کے آنسو اور ناساز حالت دے رہی تھی۔

"امی میری کیا غلطی تھی؟ میں نے تو بس اس سے محبت کی تھی، پاک محبت۔ جس میں میں نے کبھی اسے کسی چیز کیلئے مجبور نہیں کیا کہ کہیں اس کو میری محبت بوجھ نہ لگے اسے میرے ساتھ اس رشتے میں آگے مشکل نہ ہو، جب میری نیت ہی صاف تھی تو اللہ نے کیوں مجھ سے وہ چھین لی؟ میری نیت میں تو کوئی کھوٹ نہ تھی۔"

وہ جوان مرد اس وقت بچہ بنا اپنی ماں کو اپنی زندگی کے بارے میں آگاہ کر رہا تھا۔ اور مسلسل ہچکیاں لیتا رہا تھا اس کے آنسو سوکھ ہی نہ رہے تھے۔

"تمارا رب تم سے زیادہ تمہاری تکلیف سے واقف ہے اور جو کاتب نے مکتوب کر دیا ہے اسے تم اپنی دعاؤں سے بدل ضرور سکتے ہو بشرطیکہ مخلصی دونوں جانب سے ہو اور ایک دوسرے کے حق میں بہتری بھی وگرنہ وہ تمہیں حاصل ہو کر بھی چھن جائے گا اور جو تمہارے حق میں ہو گا وہ کسی کے پاس ہونے کے باوجود تمہارے حصے میں ضرور آجائے گا۔"

وہ ٹھہریں اور اس کا چہرہ دیکھنے لگیں۔ وہ ان کو ہی سن رہا تھا۔۔۔

"تم جانتے ہو اس لڑکی کو تم سے کیوں چھینا گیا؟"

وہ اس سے پوچھنے لگیں تو اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"کیونکہ وہ تمہارے حق میں ایسی لڑکی لکھ چکا ہے جو تمہارے مشکل حالات میں تمہیں یوں چھوڑ کر نہیں جائے گی، وہ بغیر احساس دلائے تمہارے بدترین حالات میں بھی تمہارے ساتھ کھڑی ہوگی، جو تمہارے اندر کا خالی پن پر کر دے گی!"

اس نے سر اٹھا کر ماں کی جانب دیکھا وہ بولتے ہوئے کہیں ماضی کی بھولی ب سری یادوں میں گم ہو گئی تھیں اس کی آواز پر واپس لوٹیں۔۔۔

"میں اب اپنی زندگی کے خلاء کو بھرنے کے لیے کسی عورت ذات پر انحصار کبھی نہیں کروں گا۔ میں اب کسی لڑکی کے ہاتھ میں اپنی زندگی کی ڈور کبھی نہیں تھماؤں گا کیونکہ کوئی لڑکی اب کبھی میرے اندر کے خلاء کو پر نہیں کر سکتی سب یہاں اپنی تقدیر خود لکھتے ہیں اب میں بھی اپنی تقدیر کسی لڑکی کو نہیں لکھنے دوں گا میں اپنی تقدیر کا کاتب خود بنوں گا!"

Safar-e-Adab

BEING THE STRING OF YOUR KITE

اس نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے اپنی ماں کو بتایا۔

انہوں نے کچھ کہنے کی بجائے اثبات میں سر ہلادیا کیونکہ اس وقت وہ اسے کسی اور مشکل میں نہیں ڈالنا چاہتی تھیں وہ بس چاہتی تھیں اس کی حالت بہتر ہو جائے اور اب وہ واقعی بہتر لگ رہا تھا۔

یادوں کی دھند پھر سے چھٹنے لگی اور وہ دوبارہ یادوں سے نکل کر اپنے کمرے میں آن پہنچا۔

آج نہ جانے کیوں اتنے عرصہ بعد یہ بات دوبارہ اس کو یاد آئی پھر وہ سر جھٹک کر تیار ہونے لگا کیونکہ اس کو دیر ہو رہی تھی۔

وہ تیار ہوا اور یونیورسٹی کے لیے نکل گیا۔

-----

وہ کھڑکی سے آنے والی روشنی اپنے چہرے پر پڑنے سے جاگ تو گئی تھی مگر چونکہ وہ رات کو پارٹی سے لیٹ آنے کی وجہ سے بہت دیر سے سو پائی تھی اس لیے ابھی اس کا جاگنے کا کوئی موڈ نہیں تھا، لیکن اس کی ماں اب مزید سوتا نہیں دیکھ سکتی تھی کیونکہ وہ پہلے ہی اپنی یونیورسٹی سے لیٹ ہو چکی تھی۔

اور وہ اپنی ماں کی آواز کو اگنور بھی نہیں کر سکتی تھی اس لیے ابکی بار جب انہوں نے آواز دی تو وہ اٹھ بیٹھی اور اپنی ماں کو آنے کا کہہ کر باتھ روم میں چلی گئی۔۔۔

(اسے اس گھر میں کسی سے محبت ہونہ ہو اپنی ماں اور اپنی پچھا زادوانیہ سے اس کا دلی لگاؤ تھا اور زیادہ وقت وہ انہی کے ساتھ گزارتی تھی)

وہ ابھی تیار ہو کر نیچے آئی ہی تھی کہ اس نے پھر اپنے باپ کو ماں کے منہ پر تھپڑ مارتے ہوئے دیکھا اس کو دیکھ کر وہ خاموش ہو گئے اور جلد ہی گھر سے آفس کیلئے نکل گئے۔۔۔

وہ اپنی ماں کا چہرہ دیکھنے لگی جو دوبارہ کام میں مصروف ہو گئیں جیسے ابھی کچھ ہوا ہی نہیں۔۔۔

وہ چلتی ہوئی ماں کے پاس آ کر رکی اور ان کے ہاتھ سے پلیٹ لے کر ٹیبل پر رکھی اور بولی۔

"میں نے آپ کو پہلے بھی بولا تھا آپ کی زندگی کے فیصلے کرنے کا حق آج بھی آپ کے پاس موجود ہے، میں نے بھی کچھ سال پہلے اپنی زندگی کا فیصلہ کیا تھا اگر آپ کی طرح برداشت کرتی رہتی تو آج شاید آپ اپنی بیٹی کی تصویریں پکڑ کے رو رہی ہوتیں۔" وہ تلخی سے گویا ہوئی۔

"ایسے الفاظ مت نکالو، مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ اللہ تمہاری قسمت بہت اچھی کرے گا، جو ہوتا ہے اچھے کیلئے ہوتا ہے تم نے اچھا کیا تھا اس وقت بھی مگر اب تم اپنے ساتھ اچھا نہیں کر رہی..."

وہ سہم گئیں اس کی بات سن کر تبھی بیچ میں ٹوک کر اسے سمجھانے کی کوشش کرنے لگیں۔۔۔

"میں اپنے ساتھ جو بھی کر رہی ہوں لیکن کیا آپ اپنے ساتھ انصاف کر رہی ہیں؟ اگر آپ کی بیٹی کے ساتھ اس نے برا نہیں کیا تو کیا وہ آپ کے ساتھ برا کرے گا؟ آپ کو تو مجھ سے زیادہ یقین ہے نا اس کی ذات پہ پھر ایک قدم آپ بھی اٹھا کر دیکھیں۔۔۔" اس نے اپنی ماں کو سمجھانا چاہا۔

"چلو تم ناشتہ کر لو پہلے ہی تمہیں دیر ہو چکی ہے۔" انہوں نے بات ٹالی۔

"ٹھیک ہے سویٹ ہارٹ کر لو اپنی اولاد کی باتوں پر اپنے کان بند لیکن ایک دن یہی اولاد آپ کو لے کر نہ بھاگی پھر کہنا۔"

وہ اس کی بات پر مسکرا دیں اور وہ اس وقت یہی چاہتی تھی کہ ان کا موڈ ٹھیک ہو جائے۔

وہ واحد لڑکی تھی جو کسی کو اداس دیکھتی تو ایک منٹ میں اگلے کی اداسی بغیر اس کو پتا چلے غائب کر سکتی تھی۔۔۔

وہ جلدی سے ناشتہ کر کے یونیورسٹی کے لیے نکل گئی۔۔۔

آج اس کا پہلا دن تھا مگر اس کے اندر کسی قسم کی ایکسائٹمنٹ نہیں تھی تبھی وہ دیر سے جا رہی تھی۔۔۔

-----

اس نے گاڑی پارک کی اور داخلی دروازے سے اندر داخل ہو کر تمام اطراف میں نظر گھوما کر پوری یونیورسٹی کا جائزہ لیا۔

وہ یونیورسٹی آف لاہور میں کھڑی تھی جو کہ اس کا خواب کبھی نہیں تھا مگر قسمت اسے یہاں کھینچ لائی تھی۔

رائیل مصطفیٰ اس وقت سفید رنگ کا ٹاپ کے ساتھ سفید ہی جینز پہنے ساتھ سفید سٹالر گلے میں مفکر کی طرح ڈالے ہوئے تھی۔ بالوں کو اونچی پونی ٹیل میں باندھے۔ ہاتھ میں ایک کتاب پکڑے اور بیگ کو کندھے پر لٹکائے ہوئے کھڑی تھی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

رنگ ہلکا گندمی اور سفید کے درمیانی درجے میں آتا اور اس کی آنکھیں بھورے رنگ کی تھیں جو دھوپ پر آنے کی وجہ سے کانچ کی طرح چمک رہی تھیں۔ اس وقت بلاشبہ وہ ایک حور کی مانند لگ رہی تھی۔ جو نظر بھی ایک بار رائیل کی طرف اٹھتی تو کچھ منٹ نظروں کا زاویہ بدلنا بھول جاتی۔

یونیورسٹی کا جائزہ لینے کے بعد وہ گہرا سانس خارج کرتی آگے بڑھی اور اپنے ڈیپارٹمنٹ کو ڈھونڈنے لگی۔

وہ ابھی گراؤنڈ سے گزر رہی تھی جب اس کی نظر ایک لڑکی پر پڑی جو کہ ایک کونے میں لگے ایک بینچ پر بیٹھی گود میں اپنا بیگ رکھے عینک کے نیچے سے اپنے آنسو صاف کرتی تو پھر دوبارہ اس کی آنکھیں بھر جاتیں وہ اپنے فون پر مسلسل کچھ کر رہی تھی۔ رائیل آگے بڑھنا چاہتی تھی مگر چاہ کر بھی وہ اس لڑکی کو ایسے روتا ہوا چھوڑ کر آگے نہ بڑھ سکی۔ رائیل پہلے ہی لیٹ تھی تو اس نے کلاس میں جانے کا ارادہ ترک کرتے ہوئے اپنے قدم اس لڑکی کی طرف بڑھائے۔

"ہیلو!" رائیل نے اس کے قریب پہنچ کر اس لڑکی کو مخاطب کیا۔

لڑکی نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا اور آنکھوں سے اشارہ کیا جیسے پوچھ رہی ہو کیا ہے؟

سامنے بیٹھی لڑکی کا رنگ گورا اور آنکھوں کا رنگ گہرا کالا تھا اور ان پر جب وہ اپنی عینک درست کرتی تو اور بھی پرکشش لگتی۔ اس نے سادہ بلیورنگ کی شلوار قمیض پہنی تھی اور دوپٹہ سے حجاب کر رکھا تھا جس کی وجہ سے اس کے بال دکھائی نہ دیتے تھے۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تم پریشان ہو؟ کوئی پر اہلم ہے تو میں ہیلپ کر سکتی ہوں۔" رائیل نے اس کے قریب بیٹھ کر بغیر گھمائے سیدھی بات کی۔

پہلے تو وہ لڑکی ہچکچائی مگر اپنے پاس ایک ہمدرد دیکھ کر پھر سے زار و قطار رونے لگی اور بتانے لگی۔

"میرا جاز کیش نیا تھا اور میں نے ویریفائے (verify) نہیں کروایا تھا ابھی ایک کال آئی اور کہا کہ ویریفائے نہ کروانے کی صورت میں میرا اکاؤنٹ بلاک کر دیا گیا ہے اور میری رقم ضائع کر دی گئی ہے۔ اگر رقم چاہیے تو کال پر ویریفائے کروانا پڑے گا۔" وہ سانس لینے کو رکھنے والی تھی ابھی بھی جاری تھا۔ وہ پھر بولی۔

"پہلے انہوں نے میرا شناختی کارڈ اور پن مانگا اور میرے اکاؤنٹ میں موجود 4000 کی رقم نکالی پھر مجھے بولا اگر آپ کو رقم چاہیے تو آپ کو اکاؤنٹ میں 7000 رکھنے پر اس کے میرے ایزی پیسا میں 5000 تھے وہ میں نے جاز کیش میں ٹرانسفر کیے وہ بھی انہوں نے لے لیے اب میرے اکاؤنٹ میں صرف 169 روپے موجود ہیں اور ابھی مہینہ ختم ہونے میں وقت ہے مجھے سمجھ نہیں آ رہا میں کیا کروں گی۔" وہ ایک بار پھر تیز تیز آنسو بہانے لگی۔

"ارے اب ان پیسوں کے پیچھے رونے سے کچھ نہیں ہو گا وہ تو واپس نہیں آئیں گے۔" وہ اسے دلا سادے کرچپ کروانے کی کوشش کے دوران بولی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ایسے ہی نہیں آئیں گے میں نے سابر کرائم میں رپورٹ کی ہے کال کی ریکارڈنگ اور سکرین شاٹ سب بھیجے ہیں۔"

"اور تمہیں لگتا ہے وہ تمہارے 9000 کی کمپلیٹ پر توجہ بھی دیں گے؟" وہ اس کو طنزیہ بولی۔

"کیسے نہیں دیں گے! ان کی نسلیں بھی دیں گی میں روزانہ میل کروں گی میرے حق حلال کے پیسے تھے۔" رائیل بس اس کا چہرہ دیکھ کر رہ گئی۔ اور اپنا بیگ کھول کر کچھ نکالنے لگی۔

"یہ لودس ہزار میرے پاس بیس تھے آدھے تم رکھو۔" رائیل نے بڑی سہولت سے کہا جبکہ سامنے بیٹھی لڑکی کے چہرے پر کئی رنگ آکر گئے۔

"میں نے اس لیے آپ سے یہ سب شیئر نہیں کیا کہ آپ مجھے ایسے اٹھا کر اپنے پیسے دے دیں۔" اسے رائیل پر غصہ بھی آیا پروہ دبا گئی۔

"ایسے ہی نہیں دے رہی ادھار دے رہی ہوں جب یہ سائبر کرائم والے تمہیں تمہارے پیسے واپس کریں تب مجھے واپس کر دینا لیکن ابھی انکار مت کرنا کیونکہ میری یہاں کوئی دوست نہیں ہے اور جس کو میں دوست بناتی ہوں اسے میری بات پر انکار کرنے کا آپشن نہیں دیتی تو پلیز میری دوست بن جاؤ۔۔۔"

رائیل اسے منہ کھولتا دیکھ بولی تو وہ لڑکی خاموش ہو گئی اور جھجک کر پیسوں کی طرف تو کبھی رائیل کو دیکھنے لگی تو رائیل نے پیسے اس لڑکی کی گود میں رکھے بیگ میں ڈال دیئے اور کچھ بھی کہنے سے باز رکھا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"آپ کا نام؟" سامنے بیٹھی لڑکی نے اب آنسو پونچھتے ہوئے پوچھا۔

"میرا نام رائیل مصطفیٰ ہے اور تمہارا؟"

"میرا نام آیت ہے، آیت خان۔" آیت نے ہاتھ بڑھایا جسے رائیل نے خوشدلی سے تھام لیا۔

"تم بھی لاء کے فور تھ سمسٹر کی سٹوڈنٹ ہو؟" رائیل نے اس آیت کی کتاب کو دیکھتے ہوئے پوچھا تو آیت نے اثبات میں سر ہلایا۔

"میں بھی۔۔۔ چلو کلاس میں چلتے ہیں۔" وہ دونوں اپنا سامان اٹھا کر اپنے ڈیپارٹمنٹ کی جانب چل پڑیں۔

ہادی، شاہمیر اور واجد اس وقت یونیورسٹی میں اپنی مخصوص جگہ پر بیٹھے تھے اور کینیٹین جانے کی تیاری کر رہے تھے۔ ہادی کی آنکھوں کا رنگ ہلکا گرے تھا اور اس کی آنکھیں بھی بڑی اور پرکشش تھیں اکثر لوگ اس کی آنکھوں کو بلی کی آنکھوں سے مشابہت دیتے تھے۔ رنگ گورا اور وہ ہمیشہ پینٹ شرٹ پہنے دکھائی دیتا۔ آج اس نے ہلکے گرے رنگ کی ٹی شرٹ کے ساتھ گرے ہی پینٹ پہنی ہوئی تھی۔ ہاتھ میں ایک گھڑی کے علاوہ کچھ نہ تھا۔

شاہمیر کی آنکھیں بھورے رنگ کی تھیں اور وہ ہمیشہ آؤٹ پٹانگ کپڑے پہنتا جس طرح اس وقت وہ سفید قمیص کے ساتھ کالی پینٹ پہن کر آیا تھا مگر اس نے اسے اس طرح سے سٹائل کیا تھا کہ وہ کہیں سے برا نہیں لگ رہا تھا بلکہ ہمیشہ کی طرح ہینڈ سم لگ رہا تھا۔ وہ ٹرینڈ سیٹر بننا چاہتا تھا۔

واجد کی آنکھیں نیلے رنگ کی تھیں اور اس کا رنگ بھی قدرے صاف تھا۔ اور وہ کبھی پینٹ شرٹ تو کبھی شلوار قمیض میں دکھائی دیتا اور دونوں میں ہی جاذب نظر لگتا۔

وہ تینوں بی بی اے کے اسٹوڈنٹس تھے اور ان کے دو سمسٹر باقی رہ گئے تھے۔

شاہمیر اور واجد تو پہلے سے ہی دوست تھے اور اکٹھے گھومتے پھرتے لوگوں کو سکون سے بیٹھا دیکھ ان کا سکون برباد کرنے پہنچ جاتے۔ البتہ جب سے ہادی آیا تھا تب سے ان کی حرکتوں میں بتدریج کمی ضرور آئی تھی مگر وہ ہادی کی غیر موجودگی میں پنگے ضرور لیتے تھے۔ ہادی کی بات بھی اس لیے مانتے تھے کیونکہ انہوں نے خود دوستی کا ہاتھ بڑھایا تھا جبکہ ہادی کو ایسے لوگ پسند نہیں تھے تو انہوں نے ہادی کیلئے یہ نیک کام کرنے چھوڑ دیے۔ ہادی کم گو تھا مگر ان لوگوں کو پھر بھی اچھا لگتا تھا وہ دونوں ہادی کو باتوں میں لگائے رکھتے تھے۔

"ویسے ہادی تیری نظر میں یہ دنیا کیسی ہے؟" سہمی اس کی طرف متوجہ ہوتا بولا۔

"میری نظر میں یہ دنیا گیم جیسی ہے اور یہاں موجود تمام لوگ گیمر۔" اس نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"ہیں۔۔۔۔۔ وہ کیسے؟" دونوں با آواز بولے۔

"اس دنیا میں جو اچھا گیمر ہے وہی جیت کر بازی لے کر جاسکتا ہے وگرنہ باقی تمام کچے کھلاڑی اپنی ہار پر ہاتھ مسلتے رہ جاتے ہیں۔" وہ رکاوٹوں کی طرف متوجہ تھے۔

"اگر آپ اچھے گیمر نہیں ہو تو آپ کو ہر قدم پر مات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ چاہے وہ قسمت کی طرف سے ہو، وقت کی طرف سے یا پھر کسی دوسرے شخص کی طرف سے۔"

شاہمیر اس کی بات سننے کے بعد بولا۔

"لیکن ہر گیم کے اوپر ایک کریٹر بیٹھا ہے جس نے اس گیم کو بنایا ہے۔ وہ جب چاہے کھیل پلٹنے کی طاقت رکھتا ہے بغیر اپنے ہونے کا احساس دلائے۔" سہمی کی بات سن کر اس نے سر اٹھایا۔

"مگر میری نظر میں وہی ادھر کامیاب ہو سکتا ہے جو اچھا گیمر ہے، جو گیم کی باریکی کو جانتا ہے!" اس کے بعد کوئی کچھ نہ بولا ہادی اس دن پیدا ہی نہیں ہوا تھا جس دن وہ ان کی کسی بھی بات کو مان لے وہ لوگ اپنا سامان اٹھا کر کینیٹین جانے لگے۔

ابھی وہ کینیٹین میں داخل ہونے ہی والے تھے ہادی سہمی کی بات سنتے سنتے آگے بڑھ رہا تھا کہ سامنے سے آتی دو لڑکیوں میں سے ایک سے ٹکرایا جس کی دو کتابیں اور ایک فائل نیچے گر گئی۔ وہ اسے دیکھے بغیر سوری کہتا نیچے جھکا اور اس لڑکی کی چیزیں اٹھانے لگا۔

"اللہ اللہ ایک تو لوگ آج کل اپنی عینک کے بغیر گھر سے نکل کیسے آتے ہیں، نکل بھی آئیں تو ٹکراتے صرف لڑکیوں سے ہی ہیں۔۔۔۔" وہ اسے سناتی ہوئی اپنی کتابیں اس کے ہاتھ سے کھینچتے ہوئے اپنا اسے سیدھا ہونے کا موقع دیئے بغیر آگے بڑھی اور اس کی پیٹھ پر اپنا مخصوص مکا اور کہنی جڑتے آگے بڑھ گئی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

پیچھے سے آتا تلال اس منظر کو دیکھ رہا تھا مگر وہ لڑکی تلال کے قریب سے گزر کر آگے بڑھ گئی اور تلال نے اسے کچھ نہیں کہا۔ تلال کی نظر بس اس لڑکی کے چہرے پر ٹھہر گئی تھی۔ جیسے ہی وہ نظروں سے اوجھل ہوئی تو وہ سر جھٹکتا ہادی کے پاس آیا۔

ہادی کے ساتھ کھڑے سہمی اور واجد اس کمزور سی لڑکی کی حرکات دیکھ کر شدید رہ گئے جو کہ ان کے لمبے چوڑے اور ہینڈ سم دوست کو ایک مکے اور کہنی میں پورا کر گئی تھی اور اب وہ اپنی کمر سہلا رہا تھا۔

تلال کو دیکھ کر دونوں بولے۔

"تم نے اس لڑکی کو دیکھا جو ابھی ہادی کو مکا اور کہنی جڑ کے گئی ہے؟" سسی اس لڑکی کو دیکھ کر ایک منٹ کیلئے رکا تھا اور اس لڑکی کا چہرہ دیکھنے لگا اسے اس لڑکی کو دیکھ کر عجیب سی کشش محسوس ہوئی ایک منٹ کیلئے اس کے چہرے پر انجانے میں ہی مسکراہٹ رینگتی مگر دوسرے ہی لمحے وہ سنبھلا کیونکہ یہاں معاملہ ان کے جگر کے ٹکڑے کا تھا۔ پھر وہ سنجیدہ ہو گیا۔

"ہاں دیکھا ہے کوئی نئی ہوگی تبھی ایسا کر گئی چھوڑو اس لڑکی کو چلو کینٹین چلتے ہیں۔" تلال نے تسلی سے بولا تو دونوں کے منہ کھل گئے کہ آج تلال نے کیسے ایک لڑکی کو معاف کر دیا جو کہ ہادی کو سنا کر ہی نہیں بلکہ دو لگا کر بھی گئی تھی وہ بھی بلا وجہ۔

ہادی اس سارے واقعے میں اس لڑکی کا چہرہ نہیں دیکھ پایا تھا مگر وہ تلال کو گہری نظروں سے دیکھنے لگا جو کہ ہادی کے دیکھنے پر نظریں چرا کر آگے کینٹین میں چلا گیا اور وہ تینوں بھی اس کے پیچھے آ گئے۔

تلال کی آنکھیں سنہرے رنگ کی تھیں جو دھوپ پڑنے پر سونے جیسی لگتی تھیں۔ تلال بھی ہر وقت پینٹ شرٹ پہنے ہوتا تھا۔ آج تلال نے گرے شرٹ کے ساتھ سفید پینٹ پہنی ہوئی تھی۔ بال ماتھے پر بکھرے ہوئے اور اوپر کیپ پہنے ہوئے تھا۔ وہ ہچھرہ جھکا کر چلتا تھا کیونکہ لڑکیاں بہت جلد اس کی طرف متوجہ ہوتی تھیں اور یہ چیز تلال کو زہر لگتی تھی۔

کینٹین میں آج چاروں خاموشی سے کھانا کھا رہے تھے اور وہ تینوں گہری نظر سے تلال کو دیکھ رہے تھے۔

"کیا ہو گیا ہے یار رررر۔۔۔۔۔" وہ ان کی نظروں سے کنفیوز ہوتا گیا ہوا۔

"کچھ بھی نہیں۔" تینوں اکٹھے بولے۔ اور نظریں کھانے پر جمادی مگر گاہے بگاہے وہ تلال کو دیکھ رہے تھے جو کہ بہت مشکل سے ان کے سامنے ڈھٹائی سے بیٹھا تھا۔

باقی آئندہ۔



# پل صراط

عنیزہ زاہد



"تم مجھے ایک برا انسان سمجھتی ہونا۔ مجھے پہچاننے میں تم سے ذرا سی غلطی ہو گئی۔ میں صرف برا نہیں، ایک بدترین انسان ہوں۔" وہ گلاس میں شراب انڈیلتے ہوئے ایک ٹرانس میں کہہ رہا تھا۔ شراب گلاس سے باہر گرنے لگی تھی پر اسے تو جیسے ہوش ہی نہیں تھا۔ پھر اس نے وہ گلاس اٹھایا اور اسکی طرف دیکھا۔

وہ خوف سے اپنی جگہ پر سمٹی۔ "کیا کہہ رہی تھی تم؟ اس وقت تمہارا کوئی موڈ نہیں ہے مجھ جیسے شرابی کے منہ لگنے کا؟" وہ خود سے سوال کرتا، خود سے جواب دیتا اس کے قریب بیٹھا۔ "اور یہ کہ میں نشئی ہوں؟ آج تمہیں بھی شراب کی لذت چکھاؤں گا۔" اس نے گلاس منال کے منہ کے قریب کیا۔

☆☆☆

'کبھی تو تو بھی محبت کرے گا۔'

فاران احمد نے محبت کی تھی!

'تو بھی کسی کو ٹوٹ کر چاہے گا۔'

اس نے بھی کسی کو ٹوٹ کر چاہا تھا۔

اور پھر۔۔ پھر وہ تجھے چھوڑ جائے گی۔'

اور پھر وہ اسے توڑ گئی۔

'پھر میں تیرے پاس آؤں گا۔ اور کہوں گا کہ دل پہ مت لے۔ وہ چلی گئی تو کیا ہوا، کوئی اور آجائے گی۔' اس کے جانے کے بعد کوئی نہیں آیا۔ اس نے آنے ہی نہ دیا۔

"یہاں دستخط کرو غازہ !" "کاغذ غازہ کے سامنے کرتے ہوئے انہوں نے کہا تو غازہ نے ایک نظر اپنے سامنے بیٹھے اس اجنبی شخص کو دیکھا جس سے ابھی وہ چند گھنٹوں پہلے ملی تھی۔ ان چند گھنٹوں کی ملاقات نے اس شخص کو اس کا مختار بنا ڈالا تھا۔ زندگی میں پہلی بار قلم پکڑتے ہوئے غازہ کے ہاتھ بڑی طرح کانپنے لگے۔ وہ تو با آسانی قلم تھام کر شفاف کاغذ پر آدھی تر چھی لکیریں کھینچ کر بہت سارے خاکے بنا لیا کرتی تھی، کچھ دھندلے ہوتے تو کچھ میں پہلی ہی حسرت میں جان موجود ہوتی۔

"تم رشتے کھونے سے ڈرتی ہو غازہ !" "سیکھ کا چند روز قبل کہا گیا جملہ کان کے پردے پر ابھرا تھا۔ "بچ کہا تھا تم نے میں رشتے کھونے سے ڈرتی ہوں سیکھ ! اور یہ نیا دھور رشتہ بھی شاید میں کھونے کے لیے ہی بنا رہی ہوں۔" دل میں اس کے کہنے کا جواب دے کر اس نے کاغذ پر قلم گھسیٹا تھا۔ عجیب بات تھی وہ ایک کاروباری شادی کے لیے دلہن بنی ہوئی تھی۔

☆☆☆

"میری زندگی برباد کر کے تم یہاں سکون سے سو رہی ہو۔ شام سے مینو مجھے فون کر رہی ہے اور میں اس کا فون نہیں اٹھا رہا جانتی ہو کیوں؟ کیونکہ میں اس سے بے وفائی کرنے پر بے حد شرمندہ ہوں۔ اپنی زندگی میں پہلی بار میں نے کسی کو چاہا ہے اور تم زبردستی ایک بزنس ڈیل کی طرح میرے سر پر آ گئی ہو۔" وہ بالوں میں ہاتھ چلاتا ہوا اپنے اندر کا سارا انتشار اس پر انڈیل رہا تھا۔ غازہ خاموشی سے بس اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔ اسے واقعی ہی اس شخص پر ترس آیا تھا جس کی محبت آباد ہونے سے پہلے ہی اس کے باپ نے اجاڑ دی تھی۔ وہ بستر سے اتر کر اس کے نزدیک آئی تھی۔

"میں بہت تلخ ہو چکی ہوں کلج ! جانتے ہو کیوں؟" اس نے اس کے چہرے کی جانب دیکھتے ہوئے انتہائی آہستگی سے کہا تھا۔

"کیونکہ اس دنیا اور معاشرے کی سفاکی آپ کو تلخ بنا دیتی ہے۔ اول تو مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ تم کسی سے کمینڈ ہو اور بالفرض اگر مجھے معلوم بھی ہوتا تو تب بھی میں وہاں کچھ نہیں کر پاتی۔ میں یہ کاغذی تعلق تب بھی نہیں روک سکتی تھی۔ تمہاری مجرم میں نہیں ہوں کلج ارسلان ! بلکہ اپنے مجرم تم خود ہو۔ مینو کے مجرم تم ہو جو محض اپنے باپ کی لالچ کے ہاتھوں اپنی محبت پر ایک کاغذی سوتن لے آیا۔" وہ سینے پر بازو پیٹتے انتہائی تلخی سے کہہ رہی تھی جبکہ کلج بس حیرت سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔

ایسین خانج

☆☆☆

# ابراہیم

# تطمئن القلوب



## دنوشہ آرزو

"جانتے ہو میرے لیے اب محبت کیا ہے۔" وہ آنسوؤں کو بمشکل روکے ہوئے تھی۔ "م جس سے (ال) مالک شروع ہوتا ہے، ج جس سے (ال) حلیم شروع ہوتا ہے، ب جس سے (ال) باری اور ت سے تمنا (وہ جو اللہ سے کی جاتی ہے) شروع ہوتی ہے۔ بس یہی ہے میرے نزدیک محبت!" وہ ضبط کی انتہا پہ تھی۔ "ایک وقت تھا تم میری تمنا تھے مگر اب صرف ایک ہی تمنا ہے میری۔۔۔ اللہ۔۔۔ بس اللہ۔۔۔!" وہ رکی اور گہرا سانس لے کر بولی۔ "ایک بار بھائی نے کہا تھا کہ ایک بار جو چڑھ جائے رنگ حب الہی تو اتر جائیں۔۔۔! ہاں وہی رنگ چڑھ گیا ہے مجھے۔" وہ زید کی خاموشی سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ اب ایک آخری جملہ رہ گیا تھا کہنے کو۔ وہ بہت پیدا کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہ کہنے لگی تھی کہ زید بولا۔ "تمنا تمہیں نہیں بھی ہے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں تمہارا ہوں، تمہارا تھا، اور تمہارا ہی رہوں گا۔ شوہر کی تمنا بھی ہوتی ہے بھلا کسی کو۔" وہ مسکراتے کی کوشش کر رہا تھا۔

"شوہر کے غیر محرم ہونے میں بس ایک دستخط کی دیر ہوتی ہے۔" وہ سنگدل ہو چکی تھی۔ دوسری جانب زید کو دھچکا لگا تھا۔

☆☆☆

"مجھے سننے میں آیا ہے کہ تم کسی کو پسند کرتی ہو۔" اسے جھکا لگا کیا وہ جان گئے تھے۔ وہ ذرا بوکھلا گئی مگر جھوٹ وہ نہیں بولنا چاہتی تھی۔

"جی، مگر آپ سے کس نے کہا؟" اس نے لکھ ہی دیا۔

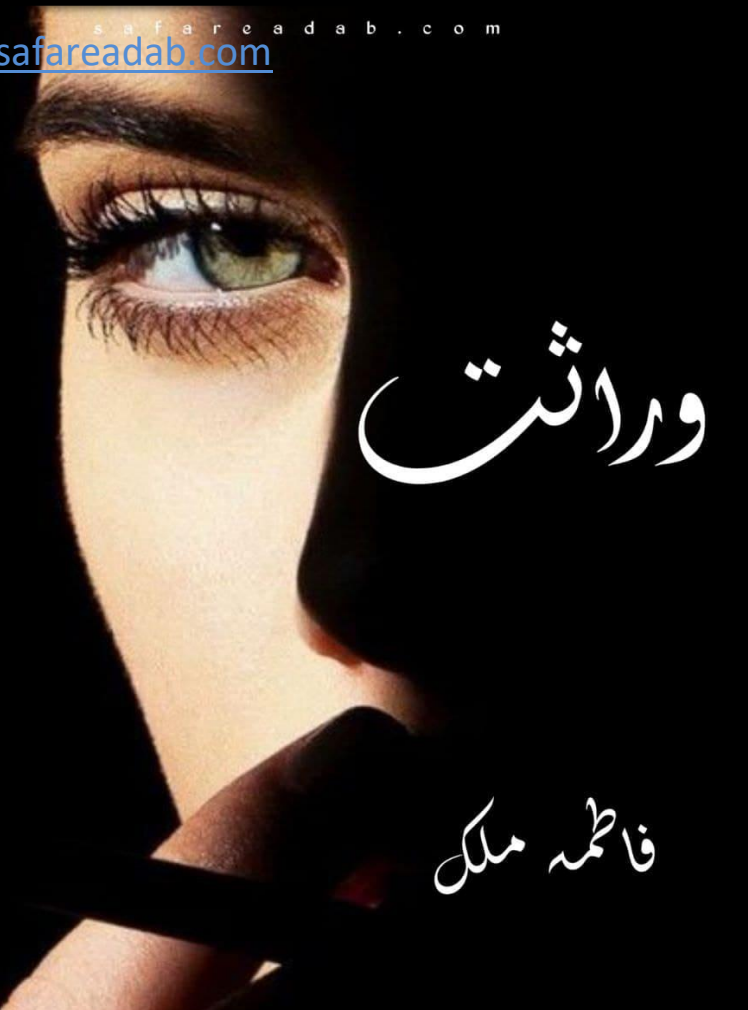
"وہ اہم نہیں ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ اس کا نام کیا ہے؟" وہ کچھ مزید بوکھلائی۔ اب کیا کرے؟

"میں نہیں بتا رہی۔ ابھی کچھ کنفرم نہیں ہے۔ میں ایسے تو نام نہیں بتا سکتی نا؟" اسے یہی جواب ٹھیک لگا تھا۔ اس نے سوچا تھا کہ وہ یہ تاثر دے گی کہ وہ جو کوئی بھی ہے اس نے سوچنے کا وقت مانگا ہے۔ اب جھوٹ ہے تو جھوٹ سہی۔ شرم سے توجھ جائے گی نا۔

"ویسے تم نہ بھی بتاؤ تو میں جانتا ہوں وہ کون ہے۔" وہ گھبراہٹ میں پگھل رہی تھی جلتی موم کی طرح۔

اچھا اتنے پریقین ہیں تو بتائیں نام؟" اس نے ڈرتے ڈرتے ناپ کیا۔

"میں جانتا ہوں تم مجھے ہی پسند کرتی ہو، آخر۔" وہ دم بخود رہ گئی۔ آخر وہ کیسے جان سکتے تھے؟ در اگر وہ جانتے تھے تو کب سے جانتے تھے؟ وہ حیران بھی تھی اور پریشان بھی۔



فاطمہ ملک

"اگر تمہاری مجھ سے شادی نہ ہوئی ہوتی اور تمہیں موقع ملتا تو کیا تم حسن خان کو اپنا بیٹا؟"

رقیہ الجھ سی گئی۔ "میں سمجھی نہیں آپ کی بات کا مطلب۔"

وارث جان نے بہت سوچنے کے بعد سوال کا انداز بدل دیا۔ "تمہیں مجھ میں یا حسن خان میں سے کسی ایک کو چننا ہو تو کسے چنوں گی؟"

رقیہ وارث کے اس سوال پر ناراض ہو گئی۔ "کیا ہو گیا ہے آپ کو۔۔۔ یہ کیسا عجیب سا سوال ہے۔ آپ شوہر ہیں میرے اور وہ کوئی نہیں میرا۔ بس ساتھ پڑھتا ہے اور اچھا کلاس فیلو ہے۔ اس کا آپ سے کیا مقابلہ بھلا!!"

وارث جان ابھی بھی الجھا ہوا تھا۔ "رقیہ میں صرف اور صرف تمہیں خوش دیکھنا چاہتا ہوں۔ اگر تم حسن خان کے ساتھ کو پا کر خوش رہ سکتی ہو تو۔۔۔" اس کے باقی ماندہ الفاظ اندر کہیں دب کر رہ گئے تھے۔ رقیہ جو وارث جان سے کبھی اونچی آواز میں بولنے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ اس نے وارث جان کے گال پر زور دار تھپڑ مار دیا۔ اسے خود بھی اندازہ نہیں تھا کہ کیسے اس کا ہاتھ وارث پر اٹھ گیا۔

☆☆☆

"امبر تم نے کہیں رقیہ کو دیکھا ہے۔ مجھے گیٹ سے پتا چلا کہ رقیہ آچکی ہے۔" رقیہ کی حسن کی طرف بیک تھی۔ رقیہ مسکراتے ہوئے بلیٹی اور حسن خان وہیں دل تمام کر کھڑا ہو گیا۔ "اف۔۔۔ کوئی اتنا خوبصورت کیسے ہو سکتا ہے۔" اس سے پہلے کہ حسن خان مزید کچھ اور کہتا رقیہ اس کی طرف بڑھی۔ حسن خان کی آنکھوں کی چمک بتا رہی تھی کہ آج وہ رقیہ کو پا لینے کے جنون سے آیا ہے۔ حسن خان کے ساتھ اس کی والدہ بھی تھیں۔ انہوں نے رقیہ کے لیے تعریفی جملے کچھ اس طرح کہے۔ "بہت خوبصورت ہو تم اور آج تو بہت زیادہ حسین لگ رہی ہو۔ جانتی ہو آج مجھے کیوں لایا ہے اپنے ساتھ؟؟" ابھی وہ مزید کچھ کہتیں کہ رقیہ نے مسکرا کر حسن کو مخاطب کیا۔

"حسن ان سے ملو میرے سہنڈ۔ سردار وارث جان۔" حسن کی آنکھیں پھٹ سی گئیں وہ بے اختیار بولا "کیا؟؟؟ کیا کہا ہے تم نے۔۔۔؟؟؟ کون ہے یہ؟؟۔۔۔ مطلب تمہارے ساتھ کیا رشتہ ہے ان کا؟؟؟"

نادوں کیسے وفا پہ یقین کر لیں کی دیکھ جھلک

"چلو گاڑی میں بیٹھو۔"

وہ اپنے پاس منہ بسور کر کھڑی وجہ سے مخاطب ہوا  
جو اس کے کہنے پہ غصے سے اپنی گاڑی کی جانب  
بڑھی۔

"بیوقوف لڑکی میری گاڑی میں بیٹھو۔ تمہاری گاڑی کی  
مرمت کروانے والی ہوئی ہے۔"

دل ہی دل میں وہ اس کی مرمت کرنے کا بھی سوچ  
رہا تھا۔

"آپ کا بہت شکریہ مگر میں خود ہی چلی جاؤں گی۔"

اس کو بیوقوف کہے جانا اسے بالکل بھی پسند نہیں آیا۔

"چلو کہ میں چچا کو تمہاری عقل کے قصے سناؤں۔"

وہ اب اس کو دھمکی ہی دے سکتا تھا۔

BEING THE STRING  
"مگر میری گاڑی؟"

وہ اپنی فیورٹ کار کو پیار سے دیکھتے ہوئے یوں بولی  
جیسے معاذ اس کی گاڑی کو غنڈوں کے حوالے کرنے  
والا تھا۔

"کہیں نہیں جاتی تمہاری کار۔ ڈرائیور آکر اس کو  
مرمت کروانے لے جائے گا پھر تمہارے گھر پہنچا دی  
جائے گی۔"

Safar-e-Adab

BEING THE STRING OF YOUR KITE

کسے  
وفا  
فائقین  
پہنچا  
کر لیں

عشاء افضل

اس کے تسلی بخش جواب پہ وہ اس کی گاڑی کا فرنٹ ڈور کھولتی اندر جا بیٹھی۔ دوسری جانب کا دروازہ کھولے وہ گاڑی میں آکر بیٹھا۔ اتنی دیر میں ڈرائیور اس جگہ پہ پہنچ چکا تھا۔ معاذ نے اندر بیٹھے ہی اس کو سارا کام سمجھایا اور پھر گاڑی زن سے لے گیا۔ پورا راستہ وہ عجیب ہی صورت حال میں رہا۔ ابھی تھوڑی دیر قبل اس جگہ پہ آیت بیٹھی تھی اور اب اس جگہ پہ وجیہہ۔۔۔۔

اس کا دل خوف سے دھڑکا۔

"آپ نے مجھے جھوٹا ڈلوادیا۔"

وہ ناراض سی اس سے مخاطب ہوئی۔

"تو وہاں کونسا تمہاری سچائی کا امتحان لیا جا رہا تھا۔ جس میں ٹاپ کر کے تمہیں میڈل سے نوازا جانا تھا۔"

وہ تپے ہوئے انداز میں گویا ہوا۔

"ہر وقت تپے ہی رہتے ہیں۔ پتا نہیں کیا کھاتے ہوں گے۔"

اونچی آواز میں بڑبڑاتی وہ اس پہ برہم تھی۔

"پتا نہیں میں تمہیں معصوم کیسے سمجھ بیٹھا۔" اس نے ہلکی آواز میں کہا مگر وہ وجیہہ کے کانوں نے مکمل ہوش میں سنی۔

"تو کیا میں معصوم نہیں ہوں۔"

اپنی ڈارک براون آنکھوں کو پٹپٹاتی وہ معصومیت سے گویا ہوئی جس پہ اس نے ایک پل اس کی جانب دیکھا۔ وہ بلاشبہ بہت خوبصورت تھی اور ایسے بولتی ہوئی تو بے حد حسین لگ رہی تھی۔ اگلے ہی پل وہ سر جھٹکتا ساری توجہ ڈرائیونگ پہ مبذول کر گیا۔

ان کی فیملی میں سب کزنز ایک دوسرے سے کافی فرینک تھے۔ مگر وہ ہمیشہ وجیہہ سے ذرا دوری ہی برتتا تھا۔ شاید اندر کہیں اسے اس بات کا ڈر تھا جو وقوع پذیر ہو چکا تھا۔ یعنی کہ اس کا رشتہ۔۔۔

BEING THE STRING OF

مکمل ناول فری میں پڑھنے کے لیے یہاں کلک کریں۔

[safareadab.com](http://safareadab.com)

سفر ادب کی جانب سے ناولوں کی پی ڈی ایف کاپی کو ہر غلطی سے ماورا بنانے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔ کسی بھی طرح کی غلطی پائی جانے پر اسے محض اتفاق سمجھا جائے۔ ہماری ٹیم کے تیار شدہ پی ڈی ایف کے تمام جملہ حقوق سفر ادب کے نام محفوظ کر لیے گئے ہیں۔ کسی ادارے یا شخص کی جانب سے ہمارے کام کو اپنے آفیشل استعمال میں لانے کی کوشش کو غیر قانونی سمجھ کر سفر ادب کی جانب سے کارروائی کی جاسکتی ہے۔

- ٹیم سفر ادب